

عَلَيْهِ السَّلَامُ

درسِ حدیث

بُورِجِ الْمَدِينَةِ

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ”خانقاہِ حامدیہ چشتیہ“ راینیوٹر روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ”انوارِ مدینہ“ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

مجموعہ کمالات

(۱) وَعَنْهُ (ای عن انس) قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا لَعَانًا وَلَا سَبَابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمُعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرَبَّ جَبِينُهُ ۱

(۲) وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ يَنْزِعْ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُ يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَن وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَن وَجْهِهِ وَكَمْ يَرُ مَقْدَمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ ۲

(۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے نہ لعن طعن کی عادت تھی جب خفا ہوتے تھے

تو فرمایا کرتے ”اسے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔“ ۳

(۲) جب رسول اللہ ﷺ کسی سے مصافحہ فرمایا کرتے تھے تو اپنا دست مبارک اُس کے

ہاتھ میں سے نہ نکالتے تھے حتیٰ کہ وہ ہی اپنا ہاتھ (ڈھیلا کر دے اور) نکالے اور کبھی ایسا نہیں دیکھا گیا کہ آپ اپنے ساتھی کے آگے اپنے گھٹنے بڑھا کر رکھیں۔

جناب آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ نے کامل ترین صفات پر پیدا فرمایا تھا

طرح طرح کے کمالات و فضائل آپ کی ذاتِ گرامی میں ودیعت فرمائے تھے آپ کو ظاہر اور باطن

۱۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۸۱۱

۲۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۸۲۳

۳۔ یہ محاورہ بددعا کے طور پر استعمال نہیں ہوتا بلکہ ناگواری کا اظہار ہوتا ہے۔

دونوں میں اس درجہ بلندی عنایت فرمائی تھی کہ جس کی مثال نہیں ملتی، ظاہری اور محسوس و مشاہدہ صفات کا اندازہ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے فرمائیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طَيْبٍ عَرَفَهُ
أَوْ قَالَ مِنْ رِيحٍ عَرَفَهُ. ۱

یعنی سرورِ کائنات ﷺ جس راستے سے گزر جاتے تھے اور بعد میں کوئی اس راستہ پر چلتا تو یہ ضرور معلوم کر لیتا کہ آپ کا ادھر سے گزر ہوا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو ایک خاص قسم کی مہک عطا فرمائی تھی وہ محسوس ہوتی تھی یعنی اُس راستہ میں خوشبو مہکتی جس سے آپ تشریف لے جاتے۔ اسی طرح آپ کے پسینہ میں بھی اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہوتی تھی ایک صحابیہ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت اُم سلیم (جو آنحضرت ﷺ کی ننھیالی رشتہ داروں میں سے تھیں اور آپ ازراہ بے تکلفی کبھی کبھار دو پہر کو ان کے گھر آرام فرمالتے) فرماتی ہیں کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے آپ کو پسینہ بکثرت آتا تھا میں اسے (کسی ترکیب و طریقہ سے) جمع کر لیا کرتی تھی اور اسے خوشبو میں ملا دیتی تھی جناب سرورِ کائنات ﷺ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ يَا اُمَّ سَلِيمُ مَا هَذَا؟ اُم سلیم یہ کیا ہے؟ جواب دیا عَرَفْتُكَ نَجَعَلُهُ فِي طِينِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطَّيْبِ یعنی یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے خوشبو میں ملائیں گے اور یہ خود بھی عمدہ ترین خوشبو ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت اُم سلیم نے فرمایا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرُجُو بِرُكْنِكَ بِصَبِيَانَا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ اس کی برکت سے ہمارے بچوں کو فائدہ پہنچے گا، آپ نے ارشاد فرمایا اَصَبْتَ ۲ یعنی ٹھیک کیا۔

تو آپ کو ظاہری کمالات بھی اس قدر عنایت ہوئے کہ اُن کا احصاء مشکل ہے ایک صحابی آپ کے حسن کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں کہ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي كَيْلَةِ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ

۱۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۷۹۲

۲۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۷۸۸

انظُرْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ إِلَى الْقَمَرِ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ ۱
یعنی میں نے ایک دفعہ آقائے نامدار ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، میں ایک نظر آقائے نامدار
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا تھا اور ایک نظر چاند پر ڈالتا تھا تو میں نے یہ دیکھا کہ سرورِ کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ ۲ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے زیادہ
حسین کوئی نہیں دیکھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ چہرہ انور میں سورج چل رہا ہو۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار تو آپ نے سنے ہی ہوں گے جو انہوں نے
رسول اکرم ﷺ کی منقبت میں کہے ہیں ایک شعر میں فرماتے ہیں :

وَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
”کبھی اور کہیں میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسن والا نہیں دیکھا اور آپ سے
زیادہ جمال والا عورتوں نے پیدا ہی نہیں کیا“

خُلِقْتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

”آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ ایسے پیدا کیے گئے ہیں کہ

جیسا آپ چاہتے تھے۔“ یہ تو ہوا آپ کے ظاہری حسن اور ظاہری کمالات کا بیان

رہا آپ کی سیرتِ طیبہ کا معاملہ تو یہ بیان سے باہر کی بات ہے لَا يُمَكِّنُ الْفِتْنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
آپ غایت درجہ پاکیزہ عادات کے حامل تھے آپ کی طرح پاکیزہ عادات و خصائل اور کسی کو
عنایت نہیں کی گئیں، آپ کو زندگی میں جس جس سے واسطہ پڑا ہے وہ آپ کے بلند اخلاق اور بہترین
صفات سے ضرور متاثر ہوا ہے، آپ نے ہر شخص کے ساتھ اُس کے شایانِ شان نہیں بلکہ اپنی شایانِ شان
برتاؤ فرمایا ہے، ہر دور میں ہر شخص کو آپ نے خوش رکھا ہے، کفار و حاسدین کی بات الگ رہی۔

زندگی میں سب سے پہلے والدین یا اُن کے قائم مقام سے واسطہ پڑتا ہے آپ کی والدہ ماجدہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئی تھیں البتہ آپ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہؓ جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا حیات تھیں آپ ان کی بہت تعظیم فرماتے بہت محبت اور انتہائی عزت سے پیش آتے بڑی قدر فرماتے، اسی طرح جب آپ اپنے والد و دادا کی وفات کے بعد اپنے چچا ابوطالب کے گھر پرورش پا رہے تھے تو اس دوران باوجودیکہ آپ کا بچپن تھا ابوطالب یا گھر کے دوسرے افراد کو کبھی شکایت پیش نہیں آئی چچا بھی خوش تھے چچی بھی خوش تھیں، چچا زاد بھائی (حضرت علیؓ و جعفر طیارؓ) بھی خوش تھے پورا گھرانہ آپ کی پاکیزہ خصلتوں کے باعث آپ سے خوش تھا، آپ میں عام لڑکوں کی طرح جھگڑے لڑائی اور دوسرے عیوب کا نام تک نہ تھا آپ کی ذات میں سراسر شائستگی اور اچھائی تھی، یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت جعفر طیارؓ بہت جلدی آپ پر ایمان لے آئے کیونکہ بچپن سے آپ کی پاکیزہ سیرت سے متاثر تھے خود ابوطالب بھی آپ کے بہت مداح تھے یہاں تک کہ آپ کی شان میں قصائد لکھے جو حافظ ابن کثیرؒ نے با تفصیل دیے ہیں گویا جہاں رہے ہیں جس کے پاس رہے ہیں وہ آپ کی تعریف و توصیف ہی کرتا رہا ہے، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دودھ پینے کے زمانے میں آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ ایک پستان کا دودھ پیتے دوسرا پستان اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیتے تھے، حق تعالیٰ نے اُس وقت بھی قلبِ اطہر میں وہ بات ڈال دی تھی جو عین انصاف کے مطابق تھی۔

بچپن اور لڑکپن کے بعد جب ایک اور دور آیا جس میں شرم و حیا، عقلمندی و ذہانت وغیرہ صفات کا اندازہ ہوتا ہے تو اُس دور میں بھی آپ ہر صفت میں ممتاز رہے، آپ جیسا شرم و حیا والا انسان اور کوئی نہیں تھا، آپ سب سے زیادہ با شرم و با حیا تھے زندگی بھر ایسا کوئی فعل سرزد نہیں ہوا جو شرم و حیا کے خلاف ہو ایک مرتبہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت عباسؓ کے اصرار پر قدرے بے پردگی ہو گئی تھی آپ فوراً ہی نیم بے ہوش ہو گئے حتیٰ کہ ستر ڈھانپا گیا۔

عقلمندی و ذہانت میں بھی آپ بے نظیر و بے مثال تھے دنیا بھر میں سب سے زیادہ عقلمند تھے آپ کی ذہانت و عقلمندی کا اندازہ اس واقعہ سے لگا لیجئے کہ ایک دفعہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے موقع پر یہ جھگڑا

پیدا ہو گیا کہ ”حجرِ اسود“ کو کون نصب کرے گا؟ ہر قبیلہ والوں کی یہ خواہش تھی کہ یہ اعزاز انہیں ملے، کافی لے دے کے بعد چند شرائط مقرر کیں کہ جو شخص ان شرائط پر پورا اترے گا وہی ”حجرِ اسود“ نصب کرے گا چنانچہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی مقرر کردہ شرائط پر پورا اترے اس لیے ”حجرِ اسود“ کو نصب کرنا آپ کے ذمہ ٹھہرا، آپ اس ”حجرِ اسود“ کو اپنے دستِ پاک سے اٹھا کر بھی نصب کر سکتے تھے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ آپ نے ایک چادر میں وہ ”سنگِ اسود“ رکھا اور پھر سب سے وہ چادر پکڑوائی اور سب مل کر وہ ”حجرِ اسود“ جائے نصب تک لے گئے، آپ کی اس تدبیر سے جو جنگ و جدال کے بادل منڈلا رہے تھے چھٹ گئے اس طرح سے تمام قبیلے والوں کو ”حجرِ اسود“ نصب کرنے کا اعزاز ملا، آپ کی اس تدبیر سے سب خوش ہوئے اور سب نے آپ کی ذہانت و عقلمندی کی داد دی۔

تو دوسری صفات و کمالات کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کی غایت درجہ عقلمندی و ذہانت بھی مسلم تھی، آپ بہترین صفات کے مرقع تھے آپ کی ذات میں حسنات ہی حسنات تھیں لڑکپن سے آخر تک جملہ عادات نیک اور پاکیزہ تھیں۔

ایک مرتبہ آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے راستہ میں ایک پہاڑی کے قریب پڑاؤ ڈالا یہاں یہ لوگ پہلے بھی پڑاؤ ڈالا کرتے تھے اس پہاڑی پر ایک راہب رہا کرتا تھا لیکن وہ اپنے گرجے سے کبھی نہ نکلا کرتا تھا اس دفعہ وہ خود بخود اس قافلے کے پاس اتر کر آیا اور آپ کی وجہ سے تمام قافلہ والوں کی دعوت کی، سب کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا آپ اُس وقت کسی کام پر تشریف لے گئے تھے واپس آئے تو سایہ میں جگہ نہ پائی اس لیے دھوپ ہی میں بیٹھ گئے گویا جہاں جگہ ملی وہیں تشریف فرما ہوئے جب آپ دھوپ میں بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ پر آ گیا، راہب نے بھی یہ دیکھا کہ سایہ آپ کی طرف آ گیا اس لیے ابوطالب سے کہا کہ آپ ان کے سر پرست ہیں آپ انہیں آگے سفر پر ساتھ نہ رکھیں بلکہ واپس بھیج دیں اور ان کا خیال رکھا کریں یہ نبی ہیں، بعض دوسری قوموں کے لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف شر اور دشمنی ہوگی کہیں وہ کسی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں، میں نے دیکھا ہے کہ آپ کو تمام درختوں اور پتھروں نے سجدہ کیا ہے اور یہ

نبی ہی کو سجدہ کیا کرتے ہیں چنانچہ ابوطالب نے اس راہب کی بات مان لی اور آپ کو وطن واپس بھیج دیا۔ ہر شخص آپ کی فضیلت اور برتری کا معترف تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خوبیاں اور حسنات دیکھ کر آپ کی بیوی بنیں اور آخر تک آپ کی خوبیوں کی معترف رہیں، بخاری شریف کی ایک روایت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خوبیاں اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بے کسوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور قدرتی حوادث میں (بتلا لوگوں کی) مدد کرتے ہیں۔ ۱۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری کائنات پر برتری بخشی تھی آپ پر حق تعالیٰ کی عطاؤں مہربانیوں اور خصوصی رحمتوں کا ہر وقت نزول ہوتا رہتا، خدا کی تمام مخلوق میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں، نہ آپ جتنی صفات کمالیہ کسی اور میں ہیں نہ آپ جیسا حسن و جمال کسی کو نصیب ہوا ہے، آپ ہر حیثیت سے بالاتر ہیں۔

مذکورہ بالا دو حدیثوں میں جو مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ بخاری شریف اور ترمذی شریف مذکور ہیں آپ کی ان عادات مبارکہ کا ذکر ہے جن کا تعلق بندوں سے ملنے جلنے اور ان کے ساتھ معاملہ سے ہے اس معاملہ میں اچھائی کا نام ”اخلاق“ ہے اور قرآن کریم میں ارشاد ہے ﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ”یقیناً آپ بڑے اور بلند اخلاق پر پیدا فرمائے گئے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کا اتباع نصیب فرمائے آپ کی مبارک عادات کو اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔ (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۳ جون ۱۹۶۸ء)

شیخ المشائخ محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں

<http://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat>